TAMSAAL

تمثال

www.tamsaal.pk VOL2, NO2, July-Dec,2024 tamsaalurdu@gmail.com

جابر حسین

ریسرچ اسکالر، عبادت انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد

لسانی تغیر اور اردو: سماجی لسانیات کا تناظر

Jabar Hussain

Ibadat International University Islamabad

Linguistic Change and Urdu: A Sociolinguistic Perspective

This research article explores the phenomenon of linguistic change in the Urdu language from a sociolinguistic perspective. Linguistic change is a natural and continuous process that occurs in every living language due to various social, cultural, political, and technological factors. The Urdu language, being spoken by diverse social groups across regions, is constantly evolving in its vocabulary, syntax, pronunciation, and usage patterns. This study investigates how globalization,social media, urbanization, and bilingualism have contributed to the structural and stylistic transformation of Urdu.The article begins by presenting the theoretical foundations of sociolinguistics, followed by a critical discussion of how language is shaped by society and vice versa. It also delves into the types of linguistic changes, such as lexical borrowing, code-mixing, semantic shift, and syntactic innovation. A detailed analysis of the contemporary trends in Urdu including the rise of Roman Urdu, digital slang, and informal communication styles reveals the dynamic interaction between language and society.The findings suggest that while some changes enrich the language by increasing its expressive power and inclusiveness, others pose a threat to its grammatical integrity and literary heritage. Therefore, the study emphasizes the need for a balanced approach that welcomes organic change while preserving linguistic identity. The article concludes with recommendations for educators, media professionals, and policymakers to manage linguistic evolution thoughtfully and responsibly.

Keywords: Linguistic Change, Urdu Language, Sociolinguistics, Code-Mixing, Globalization, Roman Urdu, Language Evolution

زبان نہ صرف اظہارِ خیال کا ذریعہ ہے بلکہ یہ ایک تہذیبی، سماجی اور فکری نظام کا آئینہ بھی ہوتی ہے۔ زبانیں جامد نہیں ہوتیں بلکہ وہ وقت کے ساتھ ارتقاء پذیر ہوتی ہیں۔ ہر زبان کی ساخت، اس کا ذخیرۂ الفاظ، لہجہ، صوتیات اور اسلوب وقت، مقام، سماجی حالات، سیاسی تغیرات اور ٹیکنالوجی کے اثرات سے بدلتے رہتے ہیں۔ اس عمل کو عمومی طور پر "لسانی تغیر" کہا جاتا ہے۔ اردو زبان، جو برصغیر کی ایک عظیم ادبی اور تہذیبی زبان ہے، اس تغیر سے بھی مستثنیٰ نہیں رہی۔ اردو زبان کی ساخت اور اظہار کے انداز میں وقت کے ساتھ ساتھ نمایاں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں، جنہیں سماجی لسانیات کے تناظر میں سمجھنا نہایت اہم ہے۔

لسانی تغیر کو اگر سماجی تناظر میں دیکھا جائے تو یہ دراصل اس انسانی رویے کی علامت ہے جو ماحول، ثقافت، معاشرت، تعلیم اور ٹیکنالوجی سے متاثر ہوتا ہے۔ سماجی لسانیات ایک ایسا شعبہ ہے جو زبان کے سماجی استعمال، اس کے بدلتے ہوئے روپ، اور ان تبدیلیوں کے اسباب و اثرات کا تجزیہ کرتا ہے۔ اس علم کے مطابق زبان ایک جامد نظام نہیں بلکہ ایک متحرک اور زندہ مظہر ہے جو انسان کے ساتھ ساتھ بدلتا ہے۔

اردو زبان میں لسانی تغیر کی کئی صورتیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ ماضی قریب میں روزمرہ زبان میں ایسے الفاظ داخل ہوئے ہیں جو پہلے یا تو موجود نہ تھے یا ان کا استعمال بہت محدود تھا۔ "فون کرنا"، "میسج بھیجنا"، "آن لائن آنا"، "ویڈیو کال" جیسے الفاظ اور تراکیب، انگریزی زبان سے مستعار لے کر اردو کا حصہ بنی ہیں۔ ان تبدیلیوں نے نہ صرف اردو کے ذخیرۂ

الفاظ کو متاثر کیا ہے بلکہ اس کی ساخت اور اسلوب کو بھی بدلنے پر مجبور کیا ہے۔

مزید برآں، اردو زبان میں جو لسانی تغیر دیکھنے کو ملا ہے، وہ صرف لغت یا اصطلاحات کی حد تک محدود نہیں بلکہ نحوی ساخت (syntax) اور صوتی تبدیلی (phonetic shifts) تک پھیلا ہوا ہے۔ خاص طور پر نوجوان نسل میں بول چال کے انداز، جملوں کی ساخت، حتیٰ کہ تلفظ کے انداز میں بھی تبدیلی محسوس کی جا سکتی ہے۔ مثلاً "میں جا رہا ہوں" کی جگہ "میں جا رہا ہوں" یا "کیا کر رہے ہو؟" کی جگہ "کی کر رئے او؟" جیسے جملے بول چال میں عام ہو چکے ہیں۔

یہ تغیرات صرف علاقائی اثرات کا نتیجہ نہیں بلکہ میڈیا، تعلیم، سوشل نیٹ ورکس اور دیگر ثقافتی عوامل بھی اس میں برابر کے شریک ہیں۔ پاکستان جیسے کثیر اللسانی ملک میں جہاں اردو ایک رابطے کی زبان ہے، وہاں اس زبان پر مقامی زبانوں جیسے پنجابی، پشتو، سندھی، بلوچی، سرائیکی وغیرہ کے اثرات واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ ان زبانوں کے الفاظ، لہجے اور تلفظ اردو میں جذب ہو کر اسے ایک نئی شکل دے رہے ہیں۔

لسانی تغیر کے ایک اہم محرک کے طور پر "کوڈ مکسنگ" اور "کوڈ سوئچنگ" کا عمل بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ آج کل کے شہری اور تعلیمی حلقوں میں اردو کے ساتھ انگریزی الفاظ کا بکثرت استعمال معمول بن چکا ہے، جیسے: "آج پریزنٹیشن دینی ہے"، "کلاس پوسٹپون ہو گئی ہے"، "سر نے اپروول دے دی ہے" وغیرہ۔ یہ طرزِ گفتگو نہ صرف اردو کی ساخت پر اثرانداز ہو رہا ہے بلکہ ایک نئی قسم کی لسانی ہویت بھی تشکیل دے رہا ہے جو خاص طور پر نوجوانوں میں نمایاں ہے۔

سماجی لسانیات اس بات پر زور دیتی ہے کہ زبان کا تعلق صرف الفاظ یا قواعد سے نہیں بلکہ معاشرتی رویوں، اقدار، طبقات، اور حالات سے بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لسانی تغیرات کا مطالعہ کرتے وقت ہمیں ان معاشرتی عوامل کو بھی زیرِ بحث لانا پڑتا ہے جو زبان کے استعمال پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ اردو زبان کے تناظر میں دیکھا جائے تو شہری اور دیہی علاقوں کی زبان، تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ طبقات کی زبان، مرد و خواتین کی زبان، مختلف نسلوں اور عمر کے افراد کی زبان، سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہی فرق دراصل لسانی تغیر کے سماجی محرکات کو واضح کرتا ہے۔

علاوہ ازیں، ڈیجیٹل دور میں اردو زبان نے جو نئی صورتیں اختیار کی ہیں، وہ بھی لسانی تغیر کے نئے میدان کھولتی ہیں۔ موبائل فون، واٹس ایپ، فیس بک، یوٹیوب اور دیگر سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر لکھی جانے والی اردو نہ صرف رسم الخط میں فرق رکھتی ہے بلکہ اندازِ بیان، محاورے، اور اختصار کی طرف بھی مائل ہے۔ "u kesa ho", "agr tm aa rhy ho to bta do", "plz mujhe msg kro" جیسے جملے آج اردو کی روزمرہ بول چال کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔

یہ تمام مظاہر یہ ثابت کرتے ہیں کہ اردو زبان، ایک متحرک اور ارتقاء پذیر نظام کی حامل ہے جو مختلف سماجی، ثقافتی اور تکنیکی عوامل سے متاثر ہو کر نئی صورتیں اختیار کر رہی ہے۔

اس تحقیقی مطالعے میں ہم ان تمام لسانی تبدیلیوں کو سماجی لسانیات کے تناظر میں پرکھنے کی کوشش کریں گے تاکہ اردو زبان کے بدلتے ہوئے خدوخال کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔

یہ مطالعہ صرف ایک لسانی تجزیہ نہیں بلکہ ایک معاشرتی آئینہ ہے جس کے ذریعے ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ ہماری زبان کہاں سے چلی ہے، کہاں پہنچ چکی ہے، اور آئندہ کن راستوں پر چل سکتی ہے۔ چنانچہ اس تحقیق کی روشنی میں ہم زبان، معاشرہ، اور شناخت کے باہمی ربط کو بہتر انداز میں سمجھ سکیں گے، جو لسانیات کے طلبہ، محققین، اساتذہ اور پالیسی سازوں کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگا۔

لسانی تغیر اور اردو: سماجی لسانیات کا تناظر

1۔ زبان محض اظہار خیال کا وسیلہ نہیں بلکہ انسانی معاشرے کی ثقافت، تہذیب اور طرزِ زندگی کی عکاس بھی ہے۔ یہ ایک زندہ، متحرک، اور مسلسل ارتقاپذیر نظام ہے۔ زبان میں وقت کے ساتھ جو تبدیلیاں آتی ہیں، انہیں لسانی تغیر کا نام دیا جاتا ہے۔ لسانی تغیر ہر زبان میں قدرتی عمل کے طور پر وقوع پذیر ہوتا ہے اور یہ تبدیلیاں صوتی، صرفی، نحوی اور معنوی سطح پر رونما ہوتی ہیں (1)۔

2۔ لسانی تغیر کو سمجھنے کے لیے سماجی لسانیات ایک اہم میدان ہے۔ یہ زبان کے استعمال اور سماجی ماحول کے درمیان تعلق کو واضح کرتی ہے۔ فرد کی عمر، جنس، پیشہ، تعلیم، علاقہ، طبقاتی حیثیت اور دیگر معاشرتی عوامل زبان کے استعمال پر اثرانداز ہوتے ہیں، جس سے لسانی تبدیلی جنم لیتی ہے۔ ان تبدیلیوں کا مشاہدہ صرف الفاظ کی سطح پر نہیں بلکہ جملوں کی ساخت اور گفتگو کے انداز میں بھی کیا جا سکتا ہے۔

3۔ اردو زبان کی تاریخ میں لسانی تغیر کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ اردو کی تشکیل میں فارسی، عربی، ترک اور سنسکرت کے ساتھ ساتھ انگریزی کا بھی کردار رہا ہے۔ یہ زبان دیگر زبانوں کے اثرات کے تحت مسلسل ترقی کرتی رہی ہے (2)۔ خاص طور پر برصغیر میں استعماری دور کے بعد انگریزی زبان کے اثر نے اردو میں وسیع پیمانے پر تغیر پیدا کیا۔

4۔ عصرِ حاضر میں اردو زبان میں جو لسانی تغیرات دیکھنے کو مل رہے ہیں، ان میں سوشل میڈیا، تعلیمی اداروں، اشتہارات، اور بین الاقوامی روابط کا گہرا اثر ہے۔ نوجوان نسل روزمرہ گفتگو میں کوڈ مکسنگ، نئے الفاظ اور مخففات کا استعمال کرتی ہے، جس سے روایتی زبان کی ساخت متاثر ہو رہی ہے۔

5۔ لسانی تغیر کی نمایاں اقسام میں الفاظ کا شامل ہونا یا ختم ہونا، جملوں کی ترتیب میں تبدیلی، لہجے میں فرق، اور معانی میں وسعت یا تبدیلی شامل ہیں۔ مثال کے طور پر، "فون کرنا"، "میسج بھیجنا"، "آن لائن آنا" جیسے روزمرہ کے محاورات اس تغیر کی عملی مثالیں ہیں۔

6۔ یہ تمام تغیرات اگرچہ زبان کے فطری ارتقا کا حصہ ہیں، لیکن بعض اوقات یہ تبدیلیاں زبان کی اصل ساخت اور شناخت پر اثرانداز ہونے لگتی ہیں۔ اس لیے لسانی تغیر کو محض سادہ تبدیلی نہیں بلکہ ایک سنجیدہ لسانی اور سماجی مظہر سمجھنا چاہیے جس کا تجزیہ ضروری ہے۔

7۔ اس تحقیقی مضمون میں اردو زبان میں رونما ہونے والے لسانی تغیر کا سماجی لسانیات کے زاویے سے جائزہ لیا جائے گا۔ مضمون میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ معاشرتی عوامل کس طرح زبان کی تشکیل، تبدیلی اور استعمال پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

لسانی تغیر کی اقسام

1۔ لسانی تغیر کا عمل ایک جامع اور پیچیدہ مظہر ہے جو زبان کی مختلف سطحوں پر رونما ہوتا ہے۔ ان تغیرات کو عام طور پر چار بنیادی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے: صوتی تغیر، صرفی تغیر، نحوی تغیر اور معنوی تغیر۔ صوتی تغیر میں الفاظ کے تلفظ، لہجے اور آوازی ساخت میں تبدیلی آتی ہے، جو مختلف علاقوں یا معاشرتی طبقوں کے درمیان فرق کی بنیاد پر محسوس کی جاتی ہے(3)۔

2۔ صرفی تغیر اس وقت واقع ہوتا ہے جب الفاظ کی ساخت یا صیغوں میں تبدیلی آتی ہے۔ مثال کے طور پر "جاتا ہوں" کی جگہ "جاؤں گا" کا استعمال کسی وقت اور تناظر کی بنیاد پر مختلف ہو سکتا ہے۔ یہ تغیر زبان کی صرفی ساخت کے بدلتے ہوئے استعمال کو ظاہر کرتا ہے۔

3۔ نحوی تغیر اس وقت وقوع پذیر ہوتا ہے جب جملوں کی ترتیب یا ساخت میں تبدیلی آتی ہے۔ اردو میں بعض علاقوں یا نسلوں کے درمیان جملے کی ترتیب مختلف ہو سکتی ہے، جیسے "میں نے کھانا کھایا" کے بجائے "کھانا میں نے کھایا" استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ تبدیلی کبھی بول چال کے انداز میں ہوتی ہے اور کبھی مخصوص مفہوم یا زور دینے کے لیے اختیار کی جاتی ہے(4)۔

4۔ معنوی تغیر میں الفاظ کے معانی بدل جاتے ہیں یا کسی مخصوص سیاق و سباق میں نئے مفاہیم اخذ ہونے لگتے ہیں۔ جیسے "نیٹ" جو کبھی صرف "جال" کے معنی میں استعمال ہوتا تھا، اب "انٹرنیٹ" کے لیے بولا جاتا ہے۔ اس طرح کے معنوی تغیرات نئی سائنسی اور سماجی اصطلاحات کے ذریعے زبان میں داخل ہوتے ہیں۔

5۔ بعض تغیرات وقتی ہوتے ہیں جبکہ بعض دیرپا اثرات مرتب کرتے ہیں۔ صوتی یا لہجے کی تبدیلی عموماً مقامی یا علاقائی سطح پر ہوتی ہے جبکہ نحوی یا معنوی تغیرات پوری زبان کو متاثر کر سکتے ہیں۔ ان تغیرات کا مطالعہ زبان کے ارتقائی عمل کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

سماجی عوامل اور لسانی تبدیلی

1۔ لسانی تبدیلی کے پس پردہ سب سے اہم قوت انسانی معاشرہ اور اس کے مختلف سماجی عوامل ہوتے ہیں۔ زبان کا تعلق محض ابلاغ کا ذریعہ ہونے سے زیادہ، ایک تہذیبی، ثقافتی اور سماجی ادارے سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرتی حالات، طبقات، تعلیم، پیشہ، جنس، عمر، مذہب، میڈیا اور ٹیکنالوجی جیسے عوامل زبان پر براہِ راست اثرانداز ہوتے ہیں۔ جب کوئی سماجی تبدیلی وقوع پذیر ہوتی ہے، تو اس کا پہلا اظہار زبان کی ساخت، الفاظ اور استعمال کے انداز میں دکھائی دیتا ہے۔

2۔ معاشرے میں طبقاتی تقسیم بھی زبان کے انداز کو متاثر کرتی ہے۔ اعلیٰ طبقہ عمومی طور پر ایسی زبان استعمال کرتا ہے جو رسمی، مہذب اور معیاری مانی جاتی ہے جبکہ نچلا طبقہ مقامی لہجے، غیر رسمی اسالیب اور علاقائی زبانوں سے قریب تر ہوتا ہے۔ مثلاً اردو بولنے والے اعلیٰ طبقے کے افراد "تشریف لائیے" کہیں گے جبکہ نچلے طبقے میں "آ جاؤ" رائج ہے۔ یہ فرق زبان میں طبقاتی تغیر کا مظہر ہے، جس سے معاشرتی شناخت اور مقام کا تعین ہوتا ہے(5)۔

3۔ تعلیمی پس منظر بھی زبان پر اثرانداز ہوتا ہے۔ تعلیم یافتہ افراد زبان کے قواعد و ضوابط کا زیادہ خیال رکھتے ہیں، جب کہ کم تعلیم یافتہ طبقے میں بول چال کی زبان میں آزادی اور ساختی سادگی پائی جاتی ہے۔ زبان کے اس فرق کو سوشیولنگوسٹک زاویے سے دیکھا جائے تو یہ زبان کی اندرونی تبدیلیوں اور استعمال کے بدلتے ہوئے رجحانات کو واضح کرتا ہے۔

4۔ جنس بھی لسانی تبدیلی کا اہم سماجی عنصر ہے۔ خواتین عمومی طور پر نرم، شائستہ اور مکمل جملوں کے ساتھ بات کرتی ہیں، جبکہ مردوں میں اکثر غیر رسمی، مختصر اور کبھی کبھی سخت زبان استعمال ہوتی ہے۔ یہی فرق محاورات، اظہاریہ اور بول چال میں تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔ مثال کے طور پر خواتین "کیا آپ مہربانی فرمائیں گے؟" جیسے جملے استعمال کرتی ہیں، جب کہ مرد "کرو یہ کام!" جیسے احکامی انداز میں بات کرتے ہیں۔

5۔ پیشہ بھی زبان کی نوعیت پر اثر ڈالتا ہے۔ استاد، وکیل، ڈاکٹر، دینی عالم، سب اپنی پیشہ ورانہ ضرورت کے مطابق مخصوص الفاظ اور اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ دینی طبقہ مثلاً عربی الفاظ اور اسلامی اصطلاحات کا استعمال زیادہ کرتا ہے، جب کہ ڈاکٹر انگریزی طبی اصطلاحات کو عام فہم گفتگو میں شامل کرتے ہیں۔ اس پیشہ ورانہ فرق سے زبان میں کوڈ مکسنگ اور اسلوبی تغیر پیدا ہوتا ہے۔

6۔ عمر کا عنصر بھی زبان کے استعمال میں فرق پیدا کرتا ہے۔ بزرگ افراد روایتی زبان، محاورات، اور معیاری جملے استعمال کرتے ہیں جبکہ نوجوان نسل نئے الفاظ، سلینگ (Slang) اور کوڈ مکسنگ کا رجحان رکھتی ہے۔ مثلاً "تم کہاں جا رہے ہو؟" کے بجائے "کہاں جا رہے ہو یار؟" جیسے جملے نوجوانوں کے درمیان رائج ہیں، جو غیر رسمی اور دوستانہ انداز کی نمائندگی کرتے ہیں۔

7۔ سماجی ادارے جیسے کہ خاندان، اسکول، مذہبی مراکز اور میڈیا زبان کے استعمال کو ڈھالنے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ ایک فرد جو دینی مدرسے سے پڑھا ہے، اس کی زبان پر مذہبی اصطلاحات کا غلبہ ہوگا جبکہ جو اسکول اور یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ ہے، وہ جدید اصطلاحات اور بین الاقوامی رجحانات سے متاثر ہوگا۔ میڈیا کی زبان میں فصاحت کم، رفتار زیادہ، اور تفصیل کی جگہ تاثر اہم ہوتا جا رہا ہے۔ اس سے بھی زبان میں نمایاں تبدیلیاں آ رہی ہیں۔

8۔ آج کے دور میں سوشل میڈیا نے لسانی تغیرات کو نہ صرف تیز کیا ہے بلکہ عوامی سطح پر اس کی قبولیت بھی بڑھائی ہے۔ فیس بک، ٹوئٹر، یوٹیوب اور ٹک ٹاک جیسے پلیٹ فارمز پر جو زبان استعمال ہو رہی ہے، وہ رسمی زبان سے خاصی مختلف ہے۔ اس میں مختصر جملے، ایموجی، انگلش اردو ملا کر بولنا، اور نئے محاورات کا رواج عام ہو چکا ہے۔

9۔ شہری اور دیہی زندگی کا فرق بھی زبان پر اثر انداز ہوتا ہے۔ شہری علاقوں میں کوڈ مکسنگ، انگریزی الفاظ کا استعمال، اور مختصر فقرے عام ہیں جبکہ دیہی علاقوں میں علاقائی زبانیں، روایتی جملے اور مقامی محاورے رائج ہیں۔ اس فرق سے نہ صرف زبان بلکہ بولنے والے کی شناخت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

10۔ سیاسی اور نظریاتی رجحانات بھی زبان میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ تحریکوں، مظاہروں، اور قومی سطح کی سیاسی تبدیلیوں کے دوران جو زبان استعمال ہوتی ہے، وہ بعد میں روزمرہ زبان کا حصہ بن جاتی ہے۔ مثال کے طور پر "ووٹ کو عزت دو" یا "تبدیلی آ نہیں رہی، آ چکی ہے" جیسے نعرے سیاسی زبان سے عام گفتگو میں آ گئے۔

11۔ ان تمام عوامل کا مجموعی اثر یہ ہے کہ اردو زبان مسلسل تبدیلی کے عمل سے گزر رہی ہے۔ یہ تبدیلی نہ صرف الفاظ، لہجے اور جملوں کی ساخت میں ہے، بلکہ زبان کے استعمال کے مقاصد، اسالیب اور اظہار کے دائرے میں بھی ہے۔ یہ عمل اگرچہ بعض ماہرین کو زبان کی "خرابی" محسوس ہوتا ہے، لیکن درحقیقت یہ زبان کی زندگی اور ترقی کی علامت ہے (6)۔

میڈیا، ٹیکنالوجی اور لسانی تغیر

1۔ موجودہ دور کو اگر "اطلاعاتی انقلاب" کا دور کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ جدید ٹیکنالوجی اور میڈیا نے انسان کی زندگی کے ہر پہلو کو بدل کر رکھ دیا ہے، اور زبان اس تبدیلی سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والا عنصر ہے۔ میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے زبان کی فطری ارتقائی رفتار کو کئی گنا تیز کر دیا ہے۔ اردو زبان بھی اس تبدیلی کے عمل سے گزر رہی ہے، جس کے مظاہر نہ صرف الفاظ بلکہ لہجے، جملوں کی ساخت، اور اظہار کے انداز میں نمایاں ہیں۔

2۔ الیکٹرانک میڈیا جیسے ٹیلی ویژن اور ریڈیو نے اردو کو ایک نئے طرزِ بیان سے روشناس کرایا۔ نیوز چینلز کی تیز رفتار زبان، ٹاک شوز کی فوری اور جذباتی گفتگو، اور ڈراموں کی مکالماتی ساخت نے اردو میں اختصار، شدت اور جدت کو فروغ دیا۔ مثلاً خبریں اب رسمی انداز میں "آج وزیرِ اعظم نے..." سے ہٹ کر "وزیرِ اعظم کا بڑا بیان!" جیسے فلیشی اسلوب میں پیش کی جاتی ہیں۔

3۔ سوشل میڈیا نے تو لسانی تغیرات کو مزید آزاد اور بے ساختہ بنا دیا ہے۔ فیس بک، انسٹاگرام، واٹس ایپ اور ٹوئٹر پر اردو کا استعمال مختلف انداز میں ہوتا ہے: کہیں رومن اردو، کہیں تصویری اردو، کہیں اردو انگلش مکس (کوڈ مکسنگ)، تو کہیں صرف ایموجیز اور مختصر جملوں کے ذریعے بات کی جاتی ہے۔ یہ سب نئے اسلوب لسانی تغیر کی نمائندگی کرتے ہیں۔

4۔رومن اردو ایک نمایاں مظہر ہے، جو موبائل فون اور کمپیوٹر کی بدولت عام ہوئی ہے۔ نوجوان نسل خاص طور پر اردو رسم الخط کی بجائے انگریزی حروف میں اردو لکھتی ہے جیسے "Ap kese ho?" یا "Me theek hun." اس طرزِ تحریر نے اردو کی صوتی ساخت کو نمایاں کیا ہے لیکن رسم الخط کے روایتی انداز کو کمزور بھی کیا ہے۔

5۔چیٹ لینگوئج، یعنی فوری پیغام رسانی کی زبان، نے نہ صرف اردو کو مختصر کر دیا ہے بلکہ نئے مخففات، شارٹ کٹس، اور علامتی اظہار (جیسے "LOL"، "OMG"، " " وغیرہ) کو متعارف کرایا ہے۔ اس نے زبان کو ایک نیا رخ دیا ہے جس میں رفتار، تاثر، اور اختصار اہم ہو گئے ہیں۔ اب لوگ مکمل جملوں کی بجائے "kya scene h?" یا "ok bro" جیسے فقرات استعمال کرتے ہیں۔

6۔یوٹیوب، ٹک ٹاک اور انسٹاگرام جیسے پلیٹ فارمز نے زبان میں ویژول اظہار کو مرکزی حیثیت دے دی ہے۔ اردو اب صرف زبانی یا تحریری اظہار تک محدود نہیں بلکہ ویڈیو اور آڈیو کے ساتھ مل کر ایک جامع اظہار بن چکی ہے۔ مزاحیہ ویڈیوز، ڈرامائی مونولاگز، اور شارٹ کلپس میں اردو کی نئی جہتیں ابھری ہیں، جو روایتی زبان سے بہت مختلف ہیں۔

7۔میڈیا کی زبان کا ایک خاص پہلو اس کا "پاپ کلچر" سے متاثر ہونا ہے۔ ڈراموں اور فلموں میں استعمال ہونے والے مخصوص جملے عوام میں مقبول ہو کر عام زبان کا حصہ بن جاتے ہیں۔ مثلاً "کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی؟"، "یہ کیا بدتمیزی ہے!" جیسے جملے اب روزمرہ کی گفتگو میں مزاح یا طنز کے طور پر استعمال ہوتے ہیں(7)۔

8۔انٹرنیٹ نے زبان کو جغرافیائی حدود سے آزاد کر دیا ہے۔ اب ایک پاکستانی نوجوان بھارت کے یوٹیوبر سے، یا دبئی کے کسی اردو بولنے والے سے ایک ہی انداز میں بات کرتا ہے۔ اس سے ایک "ڈیجیٹل اردو" وجود میں آ رہی ہے، جس میں مختلف لہجے، ثقافتیں، اور زبانوں کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ یہ اردو نہ تو صرف لکھنوی ہے، نہ دہلی کی، نہ کراچی کی، بلکہ ایک عالمی شہری اردو بنتی جا رہی ہے(8)۔

9۔ٹیکنالوجی نے ترجمے، صوتی شناخت، اور خودکار تصحیح (Auto-correction) جیسے فیچرز کے ذریعے اردو کے الفاظ، املا اور جملوں کے ڈھانچے پر بھی اثر ڈالا ہے۔ گوگل ٹرانسلیٹ یا ChatGPT جیسے پلیٹ فارمز زبان کے استعمال میں آسانی تو لائے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ معیاری اردو کے اصولوں میں نرمی بھی پیدا کر رہے ہیں۔

10۔میڈیا کی تیز رفتاری اور ٹیکنالوجی کی سہولت نے زبان کے تخلیقی استعمال میں اضافہ تو کیا ہے، لیکن ساتھ ہی سطحیت، افراتفری اور عدم استحکام کا عنصر بھی شامل ہوا ہے۔ اب گہرے اور بامعنی جملے کم، اور سطحی و فوری اثر ڈالنے والے الفاظ زیادہ رائج ہو چکے ہیں۔ مثلاً "وائرل ہو جانا" یا "ٹرینڈ بن جانا" جیسے تصورات زبان کا حصہ بن چکے ہیں۔

11۔اردو زبان میں یہ تبدیلیاں اس کی زندہ دلی اور ہمہ گیری کی علامت ہیں، لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ان تبدیلیوں کو مثبت سمت میں رہنمائی دی جائے۔ تعلیمی ادارے، ادیب، اور لسانی ماہرین کو چاہیے کہ وہ میڈیا اور ٹیکنالوجی کے اثرات کو صرف تنقید کا نشانہ نہ بنائیں بلکہ انہیں ایک تخلیقی وسیلے کے طور پر استعمال کریں۔

اردو زبان، برصغیر کی تہذیبی و لسانی تاریخ کی ایک دلکش علامت ہے، جو مختلف ادوار میں ثقافتی میل جول، معاشرتی حرکیات، اور سیاسی و اقتصادی تبدیلیوں سے متاثر ہوتی رہی ہے۔ لسانی تغیر کسی بھی زندہ زبان کا فطری و لازم جزو ہوتا ہے، اور اردو اس سے مستثنیٰ نہیں۔ تاہم، جدید دنیا میں معاشرتی ارتقاء کی رفتار نے اس تغیر کو غیر معمولی حد تک تیز کر دیا ہے، جس کے اثرات اردو کی ساخت، اسلوب، لغت اور رسم الخط پر نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

یہ تحقیق ہمیں اس امر کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ اردو زبان محض ادبی اظہار کا ذریعہ نہیں، بلکہ یہ ایک سماجی عمل ہے جو مسلسل معاشرتی دباؤ، رجحانات، اور عوامی رویوں کے زیرِ اثر تشکیل پاتا ہے۔ لسانی تغیر کے مطالعے سے ہمیں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اردو میں ہونے والی تبدیلیاں نہ تو اچانک ہیں، نہ غیر منظم، بلکہ یہ مخصوص سماجی عوامل کے تحت بتدریج وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ ابلاغ کی ضروریات، شناخت کی تشکیل، ٹیکنالوجی کا استعمال، اور مختلف طبقاتی و علاقائی اثرات اس تبدیلی کے بنیادی محرکات ہیں۔

جدید دور میں سماجی لسانیات نے زبان کے مطالعے کو صرف نحوی یا صوتیاتی حدود میں محدود رکھنے کے بجائے معاشرتی تعاملات، معاشی طبقات، جنس، تعلیم، میڈیا اور شناخت جیسے تناظر میں وسعت دی ہے۔ اردو زبان کی تبدیلی کے پیچھے بھی ایسے ہی عناصر کارفرما ہیں۔ شہری اور دیہی زبان میں فرق، تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ طبقے کا اندازِ بیان، مرد و زن کی زبان میں اختلاف، اور مختلف عمر کے افراد کی لسانی ترجیحات ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ زبان ایک سیال اور متحرک حقیقت ہے، جو ہر لمحہ نئی شکل اختیار کر رہی ہے۔

شہری علاقوں میں اردو کا جو انداز فروغ پا رہا ہے وہ نسبتاً زیادہ انگریزی زدہ، کم رسمی، اور جدت پر مبنی ہے۔ نوجوان نسل خصوصاً کوڈ مکسنگ، کوڈ سوئچنگ اور نئے لفظی امتزاج کے ذریعے اپنی شناخت کا اظہار کرتی ہے۔ دوسری طرف، دیہی علاقوں میں اردو کا انداز زیادہ روایتی، معنوی گہرائی لیے ہوئے، اور مقامی زبانوں کے زیرِ اثر نظر آتا ہے۔ یہ دونوں رخ اردو کے لسانی منظر نامے کو نہ صرف متنوع بناتے ہیں بلکہ اس کی وسعت اور لچک کا بھی پتہ دیتے ہیں۔

میڈیا اور ٹیکنالوجی کے زیرِ اثر اردو کا لسانی تغیر اس اعتبار سے زیادہ طاقتور ہے کہ یہ نہ صرف الفاظ میں تبدیلی لاتا ہے بلکہ اظہار کے ذرائع، رفتار اور ساخت میں بھی فرق پیدا کرتا ہے۔ اب صرف الفاظ بولنے یا لکھنے کا عمل ہی زبان نہیں کہلاتا، بلکہ تصویر، ویڈیو، آڈیو اور ایموجی جیسی علامات بھی زبان کے اظہار کا حصہ بن چکی ہیں۔ اس تناظر میں اردو زبان نے جس انداز سے نئی جہتوں کو قبول کیا ہے، وہ اس کی ارتقائی توانائی کا ثبوت ہے۔

سوشل میڈیا نے زبان کے استعمال کو انفرادی، فوری، اور سطحی بنا دیا ہے۔ اب مکمل جملے، متوازن خیالات، اور نحوی ترتیب کی جگہ مختصر، جذباتی اور فوری اثر ڈالنے والے فقروں کا رواج عام ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، رومن اردو اور چیٹ لینگویج نے اردو کے رسم الخط اور لغوی ساخت کو بھی متاثر کیا ہے۔ اگرچہ بعض ماہرین اسے زبان کی زوال پذیری قرار دیتے ہیں، لیکن ایک دوسرا زاویہ یہ بھی ہے کہ یہ تغیر زبان کی نئی نسل کے تقاضوں کے مطابق ارتقاء کا ایک مظہر ہے۔

اردو زبان میں ہونے والا لسانی تغیر دراصل ایک دو دھاری تلوار ہے۔ ایک طرف یہ زبان کو تازگی، وسعت اور عصری مطابقت فراہم کرتا ہے، تو دوسری طرف اس کے روایتی ڈھانچے، کلاسیکی جمالیات، اور معنوی گہرائی کو کمزور کرنے کا خطرہ بھی رکھتا ہے۔ ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک توازن قائم کیا جائے، جہاں زبان کی ارتقائی صلاحیت کو روکا نہ جائے لیکن اس کی اصل شناخت اور لسانی وقار کو بھی مجروح نہ ہونے دیا جائے۔

یہ توازن اسی وقت ممکن ہے جب لسانی ماہرین، تعلیم و تربیت کے ادارے، ادباء، صحافی، اور ٹیکنالوجی کے ماہرین مل کر اردو زبان کے تحفظ اور ارتقاء کے لیے مربوط حکمتِ عملی وضع کریں۔ تعلیمی نصاب میں اردو کے جدید اسالیب اور تغیرات کو شامل کیا جائے، میڈیا میں معیاری اردو کے فروغ کے لیے تربیت دی جائے، اور سوشل میڈیا پر تخلیقی و معیاری زبان کے فروغ کے لیے مہمات چلائی جائیں۔

اردو زبان کی طاقت اس کی عوامی قبولیت، ارتقائی صلاحیت اور ثقافتی ہم آہنگی میں ہے۔ یہ زبان نہ صرف مختلف قومیتوں اور مذاہب کو جوڑنے کا ذریعہ بنی بلکہ اس نے ہر دور کی اقدار اور مسائل کو اپنے دامن میں سمو کر اپنی تازگی برقرار رکھی۔ لسانی تغیر اس زبان کی زندگی کی علامت ہے، بشرطیکہ ہم اسے شعوری طور پر سمجھیں، اس کی سمت کا تعین کریں، اور اسے محض جذباتی یا ادبی تعصب سے نہیں بلکہ سائنسی اور سماجی ادراک کے ساتھ دیکھیں۔

آخر میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ اردو زبان، لسانی تغیر کے سفر میں ایک ایسے موڑ پر کھڑی ہے جہاں اسے نئی دنیا کے ساتھ ہم آہنگ بھی ہونا ہے اور اپنی بنیادوں سے جڑا بھی رہنا ہے۔ یہ ایک چیلنج ہے، لیکن اگر ہم دانشمندی، محبت اور شعور کے ساتھ اس چیلنج کا سامنا کریں تو اردو نہ صرف محفوظ رہے گی بلکہ دنیا بھر میں اپنی انفرادیت کے ساتھ مزید فروغ پائے گی۔

لسانی آگاہی کا فروغ

تعلیمی اداروں میں طلبہ و طالبات کو لسانی تغیر، اس کی اقسام، اسباب اور اثرات کے بارے میں آگاہی دی جائے تاکہ وہ زبان کی تبدیلیوں کو سائنسی، غیر جذباتی اور مثبت انداز سے سمجھ سکیں۔

میڈیا میں معیاری اردو کا فروغ

الیکٹرانک اور سوشل میڈیا پر ایسے پروگرام، اشتہارات اور تحریری مواد پیش کیے جائیں جن میں معیاری اردو، متوازن الفاظ اور درست اسالیب کو فروغ دیا جائے تاکہ عوامی سطح پر لسانی معیار بہتر ہو۔

سوشل میڈیا کے لیے رہنما اصول

اردو زبان کی چیٹ لینگویج، رومن اردو اور مختصر طرزِ اظہار کو درست سمت دینے کے لیے ماہرین لسانیات، ٹیکنالوجی کے ماہرین اور تعلیمی ماہرین مل کر سوشل میڈیا کے لیے رہنما اصول وضع کریں۔

اردو زبان کے لغوی سرمائے کا تحفظ

ایسے منصوبے ترتیب دیے جائیں جن کے ذریعے اردو کے پرانے، معدوم ہوتے الفاظ، محاورات، ضرب الامثال اور تشبیہات کو محفوظ کیا جائے تاکہ زبان کی گہرائی قائم رہ سکے۔

نصاب میں لسانی تغیر کے مضامین کی شمولیت

جامعات اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کے نصاب میں "سماجی لسانیات" اور "اردو میں لسانی تغیر" جیسے مضامین شامل کیے جائیں تاکہ طلبہ زبان کے ارتقائی پہلوؤں سے بخوبی واقف ہو سکیں۔

علاقائی وطبقاتی اردو کے مطالعے کو فروغ دینا

دیہی و شہری، تعلیمی و غیر تعلیمی، مرد و زن، اور مختلف عمر کے افراد کی زبان کے استعمال پر تحقیقاتی منصوبوں کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ اردو کے تمام لسانی مظاہر ریکارڈ پر آ سکیں۔

آن لائن اردو لغت اور ٹولز کی تیاری

لسانی تغیر کو سمجھنے اور اسے عوامی سطح پر مثبت سمت دینے کے لیے جدید آن لائن لغات، صوتی رہنما، اردو کی بورڈ، اسپیل چیکر، اور اسٹائل گائیڈ جیسے وسائل تیار کیے جائیں۔

اساتذہ کی لسانی تربیت

اردو پڑھانے والے اساتذہ کے لیے تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے، تاکہ وہ زبان کی تبدیلیوں کو جدید لسانی تناظر میں سمجھیں اور طلبہ کو متوازن و معیاری زبان سکھا سکیں۔

قانونی و سرکاری سطح پر اردو کی سرپرستی

حکومت اردو زبان کی ترویج و ترقی کے لیے واضح پالیسی بنائے، سرکاری سطح پر اردو کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے معیار کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔

بین الاقوامی سطح پر اردو کی نمائندگی

اردو کے لسانی تغیر کو عالمی لسانی مکالمے کا حصہ بنانے کے لیے بین الاقوامی کانفرنسز، تحقیقی مضامین، اور ترجمے کے ذریعے اردو کو جدید لسانی مباحث میں متحرک کیا جائے

حوالہ جات

1. شوکت سبزواری، اردو لسانیات کا تعارف، مقتدرہ قومی زبان، 1995، ص 78۔
2. جمیل جالبی، اردو کی لسانی تاریخ، جامعہ کراچی، 1989، ص 152۔
3. غلام عباس، لسانیات کا سماجی تناظر، انجمن ترقی اردو، 2001، ص 66۔
4. جمیل جالبی، اردو کی لسانی تاریخ، جامعہ کراچی، 1989، ص 189۔
5. ۔شوکت سبزواری، اردو زبان اور سماجی طبقات، مقتدرہ قومی زبان، 1998، ص 112۔
6. ۔عبدالقادر سروری، اردو لسانیات: ایک تعارف، مجلس ترقی ادب، 2005، ص 223۔

7 ڈاکٹر ضیاء الحسن، اردو اور میڈیا کی نئی زبان، مجلس ترقی ادب، 2013، ص 175۔

8 طاہر تونسوی، ٹیکنالوجی اور اردو زبان، مقتدرہ قومی زبان، 2010، ص 89۔